تمہاری راتیں اور تمہارے دن دعاؤں میں صَرف ہونے چاہئیں تا کہ تمہیں خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت حاصل ہو

(فرمودہ 28 /اکتوبر 1955ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

"سب سے پہلے تو میں واقفینِ زندگی کو اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ دعاؤں کی عادت ڈالیں۔ وہ آئندہ جماعت کے مبلغ بننے والے ہیں اور دعا کے بغیر کوئی مبلغ کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ نے مجھے اِس زمانہ میں ان کے لیے راہبر بنایا ہے اور راہبری کے لیے ضروری ہے کہ راہبر تندرست ہو اس لیے تم خصوصیت سے میرے لیے دعائیں کرو۔ اور اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی کو کوئی بشارت ملے تو وہ مجھے بھی اُس سے اطلاع دے۔ اِس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ تمہاری دعاؤں سے مجھے صحت ہوگی اور میں تمہارے کام کی نگرانی صحیح طور پر کرسکوں گا اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ خود تمہاری روحانیت ترقی کرے گی۔ گویا ایک تیر سے دو شکار ہوں گے۔ ایک طرف تمہارا خدا تعالیٰ سے تعلق بڑھتا جائے گا اور دوسری طرف تم سے کام لینے کا فرض جس انسان کے سپرد کیا گیا ہے اُس کی طاقت، قوت اور عقل میں ترقی ہوگی اور وہ مناسب طور پر تمہارے کام کی نگرانی کر سکے گا۔ یاد رکھو جو شخص روحانیت میں ترقی

کرتا ہے وہی دنیا کا سردار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً فرمایا تھا کہ اَلْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ مَعَکَ کَمَا هُوَ مَعِیْ 1 یعنی زمین اور آسمان اس طرح تمہارے ساتھ ہیں جس طرح وہ میرے ساتھ ہیں۔ اِسی طرح اگر تم دعائیں کرو گے تو تمہیں بھی آسمان اور زمین مل جائیں گے۔ جو کتابیں تم سکول میں پڑھتے ہو اُن سے آسمان اور زمین نہیں مل سکتے۔ صرف نحو اور منطق پڑھنے سے تمہیں آسمان اور زمین نہیں ملیں گے۔ ہاں اگر تم دعائیں کرو گے اور خدا تعالیٰ کی طرف جھکو گے تو تمہیں آسمان اور زمین مل جائیں گے۔ اور اگر ان دعاؤں میں تم مجھے بھی شامل کرو گے تو خدا تعالیٰ کہے گا کہ یہ لوگ اب کام کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اگر کوئی شخص کام لینے والے کے لیے دعا کرتا ہے تو اِس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ خود کام کرنا چاہتا ہے۔ تم دیکھ لو میٹ (MATE) مزدوروں کی نگرانی کرتا ہے۔ مزدور چاہتا ہے کہ میٹ کہیں چلا جائے تا وہ آرام کر سکے۔ لیکن اگر مزدور خود میٹ کو آواز دیتا ہے تو اِس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ کام کے لیے تیار ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو ایسے حالات پیدا کرنے چاہئیں کہ وہ کام کرے۔

یاد رکھو ایک ایک مبلغ کے ذریعہ سینکڑوں اور ہزاروں لوگ احمدیت میں داخل ہونے چاہئیں۔ لیکن اِس وقت کئی مبلغ ایسے ہیں جو نہایت بے حیا منہ سے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے سال میں دو افراد احمدیت میں داخل ہوئے۔ اگر سال میں ایک مبلغ کے ذریعہ دو افراد ہی احمدیت میں داخل ہوں تو کسی ملک میں پھیلنے کے لیے تمہیں پچاس ہزار سال چاہئیں۔ لیکن حالت یہ ہے کہ تمہاری کمریں ابھی سے ٹیڑھی ہوتی جا رہی ہیں، ابھی سے جماعت کے کھاتے پیتے لوگ اپنے بچوں کو دنیا کی طرف دھکیلنے لگ گئے ہیں۔ پچاس ہزار سال کے بعد تو تم مُردار کُتّے کی طرح ہو جاؤ گے۔ یاد رکھو جو مبلغ سال میں ہزاروں احمدی نہیں بناتا وہ مغضوب علیہ ہے واقفِ زندگی نہیں۔ اُس پر خدا تعالیٰ کی لعنت ہے اور وہ شیطان کا واقفِ زندگی ہے۔ خدا تعالیٰ کا واقفِ زندگی نہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کا واقف زندگی ہوتا تو وہ دو آدمیوں کے آنے پر کیوں خوش ہو جاتا۔ اُسے تو چاہیے تھا کہ ہزاروں ہزار افراد اُس کے ذریعہ سے سلسلہ میں داخل ہوتے۔

پس علاوہ اپنے مفوضہ کام کے تم میرے لئے بھی دعائیں کرو اور اپنے لئے بھی دعاؤں

میں لگے رہو۔ تم دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ لوگوں کے دماغوں میں اثر پیدا کرے، تمہیں بلند حوصلے بخشے، تمہیں قوی اور شجاع بنائے، تمہیں وہ طریق سکھائے جس کے نتیجہ میں لوگ تمہاری بات مان لیں۔ دیکھو! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی دعا کی تھی۔ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ 2۔ اے خدا! جو کام تُو نے میرے سپرد کیا ہے میں اُسے ادا کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔ لیکن تُو جانتا ہے کہ میری کوشش سے کچھ نہیں بنے گا اِس لیے تُو آپ میری زبان کی گرہیں کھول تاکہ لوگ میری بات سمجھنے لگ جائیں۔ کیونکہ جو لوگ میری بات سمجھنے لگ جائیں گے وہ آہستہ آہستہ میری بات ماننے کے لیے بھی تیار ہو جائیں گے۔ پس یاد رکھو کہ جس مبلغ کے ذریعہ ہزاروں لوگ جماعت میں داخل نہیں ہوتے وہ مغضوب علیہ ہے۔ اور وہ واقف لِلّٰہ نہیں بلکہ واقف لِلشَّیْطَانِ ہے۔

پس تم دعاؤں میں لگ جاؤ اور ظاہری علوم بھی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ ظاہری علوم بھی بڑے کام کی چیز ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ تمہاری راتیں اور تمہارے دن دعاؤں میں صَرف ہونے چاہئیں تاکہ جو فقرہ بھی تمہارے منہ سے نکلے وہ اپنے اندر اثر رکھتا ہو۔ اور اس کی وجہ سے ہزاروں لوگ تمہارے پیچھے چلے آئیں اور دین کے فوارے تمہارے منہ سے نکل پڑیں اور تم اللہ تعالیٰ کی بشارتیں اپنے کانوں سے سنو۔

دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا کیا بشارتیں ملی تھیں۔ آج یہ حالت ہے کہ بیماری کی وجہ سے میرے دل پر گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے۔ حالانکہ تم اتنی بڑی تعداد میں میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہو۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی اکیلے تھے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو فرمایا۔ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔3" اِسی طرح اُس نے آپ کو بشارت دی کہ "میں تجھے بہت برکت دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"4 اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیا۔ یہ سب کچھ آپ کی اِنابت اور توجہ اِلَی اللّٰہ کی وجہ سے ہوا۔ اگر تمہارے اندر بھی اسی قسم کا یقین پیدا ہو جائے اور تم بھی خدا تعالیٰ کی طرف جھکو تو اسی طرح خدا تعالیٰ کی تائید تم میں سے بھی ہر ایک کو حاصل ہوگی اور دنیا بھی تمہیں ملے گی اور دین بھی تمہیں ملے گا۔

دیکھو! بعض اوقات کتنے چھوٹے چھوٹے فقرات ہوتے ہیں جو بڑی شان سے پورے ہو جاتے ہیں۔ الفضل کی فائلیں لائبریری میں موجود ہیں۔ تم اُن میں سے دیکھ لو۔ آج سے قریباً پانچ سال قبل مجھے خدا تعالیٰ نے الہاماً بتایا تھا کہ "سندھ سے پنجاب تک دونوں طرف متوازی نشان دکھاؤں گا۔" اور میں نے کہا تھا کہ جس وقت یہ الہام ہو رہا تھا میرے دل میں ساتھ ہی ڈالا جاتا تھا کہ متوازی کا لفظ دونوں طرف کے ساتھ لگتا ہے۔ اور دونوں طرف سے مراد یا تو دریائے سندھ کے دونوں طرف ہیں یا ریل یا سڑک کے دونوں طرف ہیں جو کراچی اور پاکستان کے مشرقی علاقوں کو ملاتی ہے۔5

اب دیکھ لو پانچ سال کے قلیل عرصہ میں ملک میں دو دفعہ خطرناک طوفان آچکے ہیں۔ یہاں تک کہ اس سیلاب پر غیر احمدی بھی پکار اٹھے ہیں کہ یہ طوفانِ نوح کے طوفان کی طرح تھا۔ یہ کتنا شاندار نشان ہے جو خدا تعالیٰ نے دکھایا اور الہام کے کتنے واضح الفاظ ہیں کہ "سندھ سے پنجاب تک دونوں طرف متوازی نشان دکھاؤں گا۔" پھر دیکھ لو کس طرح پانچ سال میں متواتر دو دفعہ خطرناک طوفان آئے جن سے سندھ سے لے کر پنجاب تک کے سب علاقے متاثر ہوئے۔ پچھلے پچاس سال میں ایک دفعہ بھی اِس قسم کا کوئی طوفان نہیں آیا تھا۔ لیکن اب پانچ سال کے عرصہ میں دو دفعہ خطرناک طوفان آچکے ہیں جو لوگوں کی تباہی کا باعث بنے ہیں۔

مگر یاد رکھو ہمارا خدا قادر ہے۔ اگر وہ سندھ سے پنجاب تک اتنے قہری نشان دکھا سکتا ہے تو وہ تبشیری نشان بھی دکھا سکتا ہے۔ اُس کا قبضہ صرف دریائے سندھ اور پنجاب کے دریاؤں پر ہی نہیں بلکہ دل بھی اُس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ وہ اگر دریائے سندھ اور پنجاب کے کناروں کو توڑ سکتا ہے تو وہ دلوں کو کیوں نہیں توڑ سکتا۔ وہ بے شک ایسا کر سکتا ہے۔ لیکن ضرورت ہے کہ تم دعائیں کرو اور خدا تعالیٰ کے سامنے جھکو۔ اور اِس بات پر کبھی خوش نہ ہو کہ ایک شخص بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گیا ہے۔ بلکہ تمہیں خوشی کا احساس اُس وقت ہونا چاہیے جب احمدیت میں داخل ہونے والوں کی تعداد سینکڑوں اور ہزاروں تک پہنچ جائے۔

میں نے ایک دفعہ جماعت کو توجہ دلائی کہ ہر احمدی کو سال میں کم سے کم ایک احمدی بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اِس پر مولوی محمد عبداللہ صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے صحابہ میں سے تھے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے میں سال میں ایک احمدی نہیں سَو احمدی بناؤں گا۔ چنانچہ جب وہ اگلے جلسہ پر آئے تو اُس وقت ایک آدمی اُن کے ساتھ تھا جسے وہ بیعت کرانے کے لیے ساتھ لائے تھے۔ انہوں نے کہا آپ دفتر سے معلوم کرلیں میں 99 افراد کی بیعت پہلے کرا چکا ہوں اور اب یہ سواں آدمی ہے جسے میں بیعت کرانے کے لیے لایا ہوں۔ میرا وعدہ پورا ہو گیا ہے۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب بے شک مولوی کہلاتے تھے لیکن تھے وہ ایک عام زمیندار۔ ویسے انہیں تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ اب دیکھو! اگر ایک زمیندار سال میں ایک سو آدمی احمدیت میں داخل کرا سکتا ہے تو ایک مبلغ کو تو سال میں سو احمدی بنا کر بھی شرم محسوس کرنی چاہیے۔ پس تم ایک یا دو آدمیوں کو احمدی بنا لینے پر خوش نہ ہو۔ احادیث میں آتا ہے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ 6۔ کہ میرا بندہ جس طرح کا گمان مجھ پر کرتا ہے میں اُس کے مطابق اُس کے ساتھ سلوک کرتا ہوں۔ اگر تم ایک آدمی پر خوش ہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ایک آدمی دے گا، دو پر خوش ہو گے تو وہ تمہیں دو دے دے گا۔ لیکن اگر تم ایک کروڑ پر بھی راضی نہ ہو اور یہ دعا کرو کہ اے خدا! میں تو تبھی خوش ہوں گا جب تُو مجھے پچاس کروڑ دے تو خدا تعالیٰ بھی تمہارے ساتھ اس کے مطابق سلوک کرے گا۔ پس تم اِس بات پر فخر نہ کرو کہ تمہارے ذریعہ ایک یا دو آدمی احمدیت میں داخل ہو گئے ہیں بلکہ تم اُس وقت تک خوشی محسوس نہ کرو جب تک کہ تم ہزاروں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں افراد کو احمدیت میں داخل نہ کرلو۔

تم دیکھو اللہ تعالیٰ کا یہ کتنا بڑا نشان ہے کہ آج سے پانچ سال پہلے اُس نے مجھے الہاماً بتایا تھا کہ "سندھ سے پنجاب تک دونوں طرف متوازی نشان دکھاؤں گا"۔ اُس نے یہ فقرہ مجھ جیسے کمزور انسان کے منہ سے جو نبی بھی نہیں نکلوایا اور پھر اُس نے اس الہام کو اس شان سے پورا کیا کہ دشمن بھی چلّا اٹھا کہ یہ طوفانِ نوح کے طوفان کی طرح تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام بہت بڑے نبی تھے۔ لیکن اس نے مجھ جیسے کمزور آدمی کے منہ سے وہی بات نکلوائی اور پھر اُسے پورا بھی کر دیا۔ یہ محض اُس کی دین ہے ورنہ اپنی ذات میں مَیں کچھ بھی نہیں۔

پھر تم یہ دعا بھی کرو کہ اللہ تعالیٰ آئندہ ہمارے ملک کو ایسے عذابوں سے محفوظ رکھے اور وہ اسے تباہ کرنے کی بجائے ترقی عطا فرمائے۔ کیونکہ جو ذات تباہ کر سکتی ہے وہ اسے بچا بھی سکتی ہے۔

تم دعائیں کرو کہ اے خدا! ہم تیری قدرتوں کو مانتے ہیں اور اُن پر یقین رکھتے ہیں لیکن تُو عذابوں کے ذریعہ نہیں بلکہ اپنی رحمت کے ذریعہ اپنا چہرہ دکھا۔ بجائے اِس کے کہ تُو ہمیں گناہ کرنے دے اور پھر پکڑے، تجھے یہ بھی طاقت حاصل ہے کہ تُو ہمیں گناہ کرنے ہی نہ دے اور سارے ملک پر اپنے فضلوں کی بارش نازل کرے۔

کل میں نے ایک رؤیا دیکھا ہے جس کا میں اِس وقت ذکر کر دینا چاہتا ہوں۔ اُس دن ایک عزیز کی طرف سے مجھے ایک پیغام آیا تھا جس کی وجہ سے مجھے خیال آتا ہے کہ کہیں اُسی وجہ سے مجھے یہ رؤیا نہ ہوا ہو۔ ویسے عام طور پر مجھے کسی خیال کے اثر کے نیچے رؤیا نہیں ہوتا بلکہ بعض دفعہ تو میں کسی امر کے متعلق کئی کئی دن تک سوچتا رہتا ہوں اور پھر بھی مجھے کوئی رؤیا دکھائی نہیں دیتا۔ بہرحال اُس دن ہماری ایک عزیز عورت ہمارے گھر آئیں اور انہوں نے کہا کہ مجھے فلاں عزیز نے آپ کو یہ پیغام پہنچانے کے لیے بھیجا ہے کہ آپ حُقہ پیا کریں۔ اِس سے آپ کو آرام آجائے گا۔ ہم اِس پر ہنس پڑے کہ وہ خود حُقہ پیتا ہوگا تبھی اُسے یہ خیال آیا ہے۔ مجھے شبہ ہے کہ یہ رؤیا اس کے اثر کے نتیجہ میں نہ ہو۔

بہرحال میں نے رؤیا میں دیکھا کہ دو سگریٹ میرے ہاتھ میں ہیں۔ بعض غیر احمدی دوست بھی جب ملنے کے لیے آتے ہیں اور وہ سگریٹ پیتے ہیں تو جس طرح وہ سگریٹ کو ہلاتے ہیں تو وہ انگلیوں میں آجاتا ہے اُسی طرح اُن دونوں سگرٹوں میں سے ایک سگریٹ کو میں نے انگلیوں میں لے لیا اور اُسے دیا سلائی لگا کر کش لگایا اور اُس کی ہوا باہر نکال دی۔ دوسرے سگریٹ کے متعلق مجھے معلوم نہیں کہ میں نے اُسے جلایا ہے یا نہیں جلایا۔ خواب میں عام طور پر تمباکو یا حُقہ دیکھنا بُرا سمجھا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ رؤیا میں مَیں نے سگریٹ پیا نہیں بلکہ صرف سُلگایا ہے اور پھر ایک کش لگا کر اُس کی ہوا باہر نکال دی ہے اس لیے امید ہے کہ اگر کوئی فکر والی بات بھی ہوئی تو اللہ تعالیٰ اُسے دور فرما دے گا۔ کیونکہ ہوا کا باہر نکال دینا بتاتا ہے کہ غم اور تشویش والی چیز کو میں نے تلف کر دیا ہے۔ پس اگر کوئی فکر والی بات بھی ہے تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اپنے فضل سے اُس کو دور فرما دے گا۔

بہرحال دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کے لوگوں پر رحم فرمائے اور وہ بارشوں کو

رحمت والی بارشیں بنائے۔ بارش رحمت والی بھی ہوتی ہے اور عذاب والی بھی۔ تم دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ بارش کو رحمت والی بارش بنائے اور لوگوں کے دلوں کی گرہیں کھول دے۔ سب سے زیادہ وہ خود تمہارے دلوں کی گرہوں کو کھولے تا کہ تم ایک ایک ہزار بلکہ ایک ایک لاکھ افراد کو احمدیت کی طرف لاؤ۔ تم صرف ایک احمدی بنا لینے پر خوش نہ ہو جاؤ بلکہ اگر تم ایک احمدی بناؤ تو تم استغفار کرو کہ یہ میرے کسی گناہ کی وجہ سے ہوا ہے، مجھے تو سینکڑوں اور ہزاروں افراد کو احمدی بنانا چاہیے تھا۔

اِس کے بعد میں جماعت کو پھر تحریک جدید کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ میں نے پچھلے خطبہ میں ایک نئے مشن کے لیے چندہ کی تحریک کی تھی۔ مگر ابھی تک صرف امریکہ والوں کی طرف سے جواب آیا ہے کہ ہم نئے مشن کے لیے اپنے حصہ کا تین ہزار روپیہ جلد پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اِسی طرح لجنہ اماء اللہ نے بھی کہا ہے کہ ہم اپنے حصہ کا روپیہ ادا کر دیں گی۔ ان دو کے علاوہ اَور کسی کی طرف سے مجھے جواب موصول نہیں ہوا۔ پھر مَیں نے تحریک جدید کے متعلق کہا تھا کہ اب نئے سال کی تحریک کے لئے کسی لمبے خطبہ کی ضرورت نہیں۔ میں بیماری کی وجہ سے لمبا خطبہ نہیں دے سکتا۔ اس لیے جماعت کے دوست نومبر کے آخر تک کہ جن دنوں میں مَیں نئے سال کی تحریک کیا کرتا تھا انتظار نہ کریں بلکہ آج سے ہی اپنے وعدے لکھوانا شروع کر دیں۔ میرا یہ خطبہ الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ لیکن اس لیے کہ دوستوں کو غلط فہمی نہ ہو میں اِس امر کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے یہ تحریک نہیں کی کہ اِس سال ہر شخص لازماً ڈیوڑھا چندہ ادا کرے۔ جو شخص ایک روپیہ بھی ادا نہیں کر سکتا میں اُسے ڈیڑھ روپیہ دینے کی تحریک کیسے کر سکتا ہوں۔ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے پچھلے سال مثلاً ایک سَو روپیہ چندہ دیا تھا لیکن وہ اِس سال 80 روپے دے سکتا ہے تو وہ بے شک 80 روپے ہی ادا کرے۔ ہم اُس پر ایسا بوجھ نہیں ڈالنا چاہتے جس کو وہ برداشت نہ کر سکے۔ لیکن اُس کا کوئی نہ کوئی دوست تو ہوگا، کوئی نہ کوئی رشتہ دار یا ملنے جلنے والا تو ہوگا۔ اور اگر وہ مومن ہے تو اُس کا اپنے دوست یا رشتہ دار پر ضرور نیک اثر بھی ہوگا۔ وہ اُس دوست یا رشتہ دار کو تحریک جدید میں شامل کرے۔ اگر وہ خود سَو روپیہ کی بجائے 80 روپے ادا کرتا ہے تو 70 روپے کا وعدہ اُس سے لکھوا دے۔ اِس طرح یہ رقم

خود بخود ڈیوڑھی ہو جائے گی۔ اگر ساری جماعت اس طرح کرے تو چندہ تحریک جدید پچھلے سال کی نسبت یقیناً ڈیوڑھا ہو سکتا ہے۔ اور اگر جماعت کی تعداد دُگنی ہو جائے تو چندہ تحریک جدید پچھلے سال کی نسبت تگنا ہو جائے گا۔ بہرحال جماعت کے دوستوں کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اس تحریک میں پہلے سے زیادہ حصہ لیں۔

اِس کے علاوہ میں جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ بعض لوگ دوسروں کو تبلیغ کرنے سے ڈرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس بارہ میں گورنمنٹ کی طرف سے ممانعت ہے۔ حالانکہ گورنمنٹ کا اعلان صرف سرکاری ملازمین کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں گورنمنٹ نے جس قاعدہ کا اعلان کیا ہے اُس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ "سرکاری ملازمین کو اِس امر کی ممانعت کی جاتی ہے کہ وہ فرقہ وارانہ تبلیغ کریں یا فرقہ وارانہ مباحثوں میں حصہ لیں یا اپنے فرقہ کے لوگوں کی رعایت اور جنبہ داری کریں۔ اگر سرکاری ملازمین نے اپنی سرکاری حیثیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان ہدایات کی خلاف ورزی کی یا اپنے ساتھیوں، ماتحتوں اور بیرونی لوگوں کے خیالات پر اثر انداز ہوئے تو اِس کے نتیجہ میں وہ ملازمت سے برطرف کر دیئے جائیں گے۔"

اِن الفاظ سے ظاہر ہے کہ یہ قاعدہ صرف سرکاری ملازمین کے ساتھ تعلق رکھتا ہے عام لوگوں کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اور سرکاری ملازمین کا یہ فرض ہے کہ وہ اس حکم کی تعمیل کریں۔ آخر دنیا میں گورنمنٹ کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے ملازمین کے متعلق قانون بنائے۔ اور جب لوگ اُس کی ملازمت اختیار کرتے ہیں تو وہ عملاً اُس کے قوانین کی پابندی کا اقرار کرتے ہیں۔ پس جب حکومت نے سرکاری ملازمین کے متعلق ایک قاعدہ بنا دیا ہے تو تمام سرکاری ملازمین کو چاہیے کہ وہ اس کی اطاعت کریں۔ لیکن اِس کا اُن لوگوں سے کیا تعلق ہے جو سرکاری ملازمت میں نہیں۔ اُن پر اِس قسم کی کوئی پابندی نہیں۔ انہیں اپنے فرض کا احساس رکھنا چاہیے اور تبلیغ میں کبھی کوتاہی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ مگر جیسا کہ میں بتا چکا ہوں تبلیغ بھی اُسی وقت مؤثر ہوگی جب تم دعاؤں سے کام لو گے اور اپنے اندر ایک نیک اور پاک تبدیلی پیدا کرو گے۔

پس اپنے اندر تغیر پیدا کرو اور مالی اور جانی قربانی کی عادت ڈالو۔ کئی لوگ اِس خیال میں مبتلا ہوتے ہیں کہ ہم دنیوی ملازمتیں کریں گے تو آمد زیادہ ہوگی اور اس طرح ہم چندہ بھی زیادہ مقدار میں دے سکیں گے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُنہیں دین کی خدمت کی توفیق ہی نہیں ملتی۔ احمدیت کے ایک فدائی خاندان کا ایک نوجوان واقفِ زندگی تھا۔ اُس نے یہ کہہ کر چھٹی لی کہ وہ باہر جا کر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کے بعد وہ پھر دین کی خدمت کے لیے آگے آ جائے گا۔ میں جانتا تھا کہ یہ شخص وقف سے بھاگ رہا ہے۔ لیکن جھوٹے کو گھر تک پہنچانے کے لیے میں نے اُسے رخصت دے دی۔ جب میں انگلستان گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ دنیا کمانے کے سوا اُس کی اَور کوئی غرض ہی نہیں۔ انگلستان کے مبلغ نے مجھ سے شکایت کی کہ وہ چندہ ادا نہیں کرتا۔ جب میں نے اُسے ملامت کی تو اس نے کہا پچھلی غلطی معاف کر دیں آئندہ کے لیے میں باقاعدہ چندہ ادا کروں گا۔ اور بقایا کی ادائیگی کے لیے اُس نے فوراً ایک چیک لکھ کر دے دیا۔ اب ہمارے مبلغ کا خط آیا ہے کہ جب ہم بنک کے پاس وہ چیک لے کر گئے تو معلوم ہوا کہ وہ اپنا سارا روپیہ نکلوا کر خرچ کر چکا ہے۔ اب تم دیکھ لو کہ اُس شخص کا یہ خیال کس قدر جھوٹا تھا کہ وہ مزید تعلیم حاصل کرنے کے بعد دین کی خدمت کے لیے آ جائے گا۔ رسول کریم ﷺ کی زندگی کا ہر لمحہ اسلام کی خدمت کے لیے وقف تھا۔ آپ نے یہ کبھی نہیں کہا کہ میں فلاں تعلیم حاصل کر لوں تب میں اسلام کی خدمت کروں گا۔ پھر میں کیسے مان لوں کہ کوئی شخص اپنے اِس قول میں سچا ہے کہ میں پہلے بیرسٹر بن لوں تب دین کی خدمت کروں گا۔ وہ شخص اپنے قول میں یقیناً جھوٹا ہے۔ مگر یاد رکھو یہ چیز بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اپنے زور سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

میں اپنے گھر میں دیکھتا ہوں کہ میاں بشیر احمد صاحب نے شروع سے ہی اپنی زندگی دین کی خدمت کے لیے وقف کی ہوئی ہے۔ ایم اے کرنے کے بعد وہ اب تک دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ اور شروع دن سے ہی انہوں نے میرے ساتھ کام کیا ہے۔ میاں شریف احمد صاحب بھی میرے بھائی ہیں لیکن انہوں نے دین کی خدمت کی طرف کم توجہ کی ہے۔ وہ دین کی خدمت سے بھاگے تو نہیں۔ جو کام انہیں دیا گیا وہ سرانجام دیتے رہے لیکن میاں بشیر احمد صاحب کی طرح

انہوں نے اپنی زندگی دین کی خدمت کے لیے وقف نہیں کی۔ لیکن خدا تعالیٰ کا فعل دیکھو۔ جہاں میاں بشیر احمد صاحب کی اولاد کو دین کی طرف توجہ نہیں وہاں میاں شریف احمد صاحب کی اولاد میں دین کی خدمت کا جذبہ پایا جاتا ہے اور وہ احمدیت کے لیے ایک ننگی تلوار ہیں۔ ان کے لڑکوں میں سے ایک تو تجارتی کمپنی میں کام کرتا ہے اور باقی لڑکے دوسرے کام کرتے ہیں۔ لیکن جہاں تک میرا علم ہے وہ جس جس جگہ بھی کام کرتے ہیں محبت اور پیار سے دوسروں کو حق پہنچاتے ہیں۔ اور جہاں قانون کی اجازت کے ماتحت وہ مقامی انجمنوں کی امداد کر سکتے ہیں وہاں اُن کے ساتھ شامل ہو کر انہیں صحیح طور پر چلانے کی کوشش کرتے ہیں اور فتنوں کو دور کرنے میں حصہ لیتے ہیں۔ میاں بشیر احمد صاحب کا صرف ایک بیٹا تبلیغ کی طرف توجہ رکھتا ہے اور وہ منیر احمد ہے۔ بچپن میں تو ہم اسے کمزور خیال کرتے تھے لیکن اب میں سمجھتا ہوں کہ وہ احمدیت کی تبلیغ کرنے والا نوجوان ہے۔ پس دین کی خدمت کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ملتی ہے ورنہ نہیں۔ اسی لیے میں نے واقفینِ زندگی کو تحریک کی ہے کہ وہ رات دن دعاؤں میں لگے رہیں۔ کیونکہ جب تک عمل کی توفیق نہ ملے خالی قول مفید نہیں ہوتا۔

ہم دیکھتے ہیں کئی واقفینِ زندگی وقف سے بھاگ جاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں ہمیں معاف کر دیں، اب ہم دین کی خدمت سے نہیں بھاگیں گے۔ لیکن کچھ دیر خدمت کرنے کے بعد وہ پھر بھاگ جاتے ہیں۔ بے شک توبہ کا دروازہ ہر وقت کُھلا ہے اور کوئی شخص کسی کو توبہ کرنے سے نہیں روک سکتا۔ مگر دنیا کی محبت انسان کو بعض دفعہ توبہ کا موقع بھی نہیں دیتی۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ انسان کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے[7]۔ اگر کوئی شخص کسی نبی کو گالیاں دیتا ہے لیکن پھر توبہ کر لیتا ہے تو خدا تعالیٰ اُسے بھی معاف کر دیتا ہے۔ پھر وقف توڑنا کونسا ایسا گناہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ معاف نہیں کر سکتا؟ یقیناً وہ یہ گناہ بھی معاف کر سکتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ گو توبہ کا دروازہ ہر وقت کُھلا ہے لیکن جب انسان گناہ کرتا ہے تو اُس کے دل پر زنگ لگ جاتا ہے جس کی وجہ سے اُس کے لیے توبہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اِسی لیے میں نے واقفینِ زندگی سے کہا ہے کہ وہ دعاؤں کی عادت ڈالیں۔

اور جماعت سے مَیں کہتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی جگہوں پر تحریک جدید کے نئے سال کے

وعدے لکھوائیں۔ کراچی کی جماعت اول تو ایک ایک ماہ تک وعدوں کے متعلق کوئی اطلاع ہی نہیں بھیجتی اور اگر ایک ماہ کے بعد اُن کا کوئی خط آتا ہے تو یہ کہ وہ اگلے سال کا چندہ وصول کر رہے ہیں۔ حالانکہ امام کی اطاعت ہی اصل چیز ہے۔ امام اگر وعدے لکھوانے کے لیے کہتا ہے تو چندہ کی وصولی بھی بے شک کرو لیکن زیادہ زور وعدوں کے لکھوانے پر دو۔ ویسے جماعت کراچی مخلصین کی جماعت ہے۔ جماعت کے امیر چودھری عبداللہ خان صاحب کو اللہ تعالیٰ نے احمدیت کے لیے اخلاص بخشا ہے اور ان پر مزید فضل یہ کیا ہے کہ اُنہیں عمدہ نائبین عطا کیے ہیں۔ جب بھی ہمیں جماعت احمدیہ کراچی سے کوئی کام ہوتا ہے تو انہیں صرف تار یا چِٹھی بھیج دینا ہی کافی ہوتا ہے۔ تار یا چِٹھی کے پہنچتے ہی وہ دیوانہ وار اس کام میں لگ جاتے ہیں۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ وہ اِس سال پچھلے سال کی طرح غلطی نہیں کریں گے۔ وہ وعدوں کی وصولی بے شک کریں لیکن زیادہ زور پہلے وعدے لکھوانے پر دیں۔ میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان ہمیشہ نومبر کے آخر میں کیا کرتا تھا۔ لیکن اِس دفعہ میں نے اِس کا ابھی سے اعلان کر دیا ہے۔ جماعتیں کوشش کریں کہ نومبر کے آخر تک اکثر دوستوں سے وعدے لکھوا لیں۔ گزشتہ سالوں میں چونکہ یہ طریق رائج رہا ہے کہ وعدے مارچ کے مہینہ تک قبول کئے جا سکتے ہیں اس لیے جو کمی رہ جائے گی وہ دسمبر کے مہینہ یا اس کے بعد بھی پوری ہو جائے گی۔ مگر یہ کوشش کرنی چاہیے کہ وعدے ڈیوڑھے، دوگنے، چار گنے بلکہ پانچ گنے ہو جائیں۔ اگر ہر سال جماعت بڑھتی چلی جائے تو یہ کوئی مشکل امر نہیں۔ میں سمجھتا ہوں دوست اگر ایمان اور اخلاص سے وعدے لکھوائیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے وعدوں کے پورا کرنے کی توفیق عطا فرما دے گا۔ بلکہ دوسرے لوگ بھی اِس کام میں جماعت کی مدد کریں گے۔ میں نے بہت دفعہ دیکھا ہے کہ بعض غیر احمدی بھی اسلام کی خدمت کے لیے بڑی لجاجت سے چندہ دیتے ہیں۔ اُن کے دلوں میں بھی ایمان ہوتا ہے اس لیے جب وہ اسلام کی خدمت کے متعلق کوئی اسکیم سنتے ہیں تو وہ اس میں مدد دینے کے لیے فوراً تیار ہو جاتے ہیں۔ پس دوسرے لوگوں میں بھی اِس چندہ کی تحریک کرو۔ اور پھر دعائیں کرو۔ خصوصاً واقفینِ زندگی دعاؤں کی عادت ڈالیں تا خدا تعالیٰ انہیں بھی ایمان دے اور باقی لوگوں کا بھی حوصلہ بڑھائے۔ پھر ہر ایک مبلغ یہ عہد کرے کہ وہ سال میں ایک احمدی بنا لینے پر فخر نہیں کرے گا بلکہ وہ کوشش کرے

گا کہ سینکڑوں نہیں ہزاروں افراد احمدیت میں داخل ہوں۔ اگر وہ ایک احمدی بنا لینے پر فخر کرے گا تو وہ بے ایمان ہوگا۔

میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے۔ جب بھی مجھے کوئی ضرورت پیش آئی ہے اُس نے اُسے غیب سے پورا کیا ہے۔ میں نے کسی سے کبھی مانگا نہیں۔ ہاں اگر کوئی خوشی سے کوئی چیز پیش کرتا ہے تو میں اُسے لے لیتا ہوں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بچپن میں مَیں گھر سے باہر نکلا تو ایک دوست نے میرے ساتھ مصافحہ کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ میں نے بھی اُس کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ اُس نے میرے ہاتھ پر ایک چوّنی رکھ دی۔ مَیں نے اس میں بڑی ذلت محسوس کی۔ اور مَیں نے بڑبڑا کر کہا میں یہ چوّنی نہیں لیتا اور گھر کی طرف بھاگ گیا۔ گھر جا کر میں نے یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیان کیا۔ آپ نے مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ایک حدیث سنائی کہ **مَا اُعْطِیْتَ بِغَیْرِ اسْتِشْرَافِ نَفْسِکَ فَخُذْہُ بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ** 8 یعنی جو کوئی تجھے بغیر سوال کرنے کے کچھ دے تُو اُسے قبول کر لے۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے گا۔ اور فرمایا یہاں چوّنی کا سوال نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً بتایا ہے کہ وہ لوگوں کو وحی کرے گا کہ وہ میری مدد کریں 9۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہی اُس شخص کو وحی کی تھی اور وہ یہاں آیا تھا۔ اس لیے تم نے اُس چوّنی کے لینے سے کیوں انکار کیا؟ تم کو تو اُس چوّنی کی قدر کرنی چاہیے تھی۔

پس جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے اور اُس سے رات دن دعائیں مانگتا ہے تو خدا تعالیٰ دلوں کی کھڑکیاں کھول دیتا ہے۔ پس تم دعائیں مانگو لوگوں کے دلوں کی کھڑکیاں خود بخود کھل جائیں گی۔ پھر سینکڑوں نہیں لاکھوں اور کروڑوں افراد ہر سال احمدیت میں داخل ہوں گے۔ یوں تو دوسرے لوگ ہم پر اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن واقع یہ ہے کہ ہم افریقہ، امریکہ اور دوسرے تمام ممالک میں غیر مسلموں کو مسلمان بنا رہے ہیں اور انہیں رسول کریم ﷺ کی امت میں شامل کر رہے ہیں۔ اِس کے بعد جو شخص احمدیت کو سمجھ لیتا ہے وہ ہمارے عقائد بھی اختیار کر لیتا ہے۔ ورنہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ اُسے احمدیت کی تو سمجھ نہیں آئی ہاں اسلام کی سمجھ آ گئی ہے اُسے ہم یہی کہتے ہیں کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ پھر احمدیت سمجھ آ جائے تو اسے قبول کر لینا۔ اور اگر سمجھ نہ آئے تو بے شک اُسے قبول نہ کرنا۔ ہماری غرض تو صرف یہی ہے کہ لوگ اسلام میں داخل ہو جائیں۔

بعض دفعہ پاکستان اور ہندوستان سے بھی اِس قسم کے خطوط آجاتے ہیں کہ ہمیں احمدیت کی سمجھ نہیں آئی۔ ہاں اسلام کی سمجھ آ گئی ہے۔ کیا آپ ہمیں اسلام میں داخل کر سکتے ہیں؟ اور ہم اُنہیں یہی لکھتے ہیں کہ آپ بڑی خوشی سے اسلام قبول کرلیں۔ احمدیت کا قبول کرنا ایک ضمنی بات ہے اصل چیز اسلام ہے۔ اگر لاکھوں اور کروڑوں اشخاص اسلام میں داخل ہوجائیں تو وہی لوگ احمدیت کے بھی دست و بازو ثابت ہو سکتے ہیں۔ پس تبلیغ کو وسیع کرو اور لاکھوں افراد کو اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کرو۔ یہی مقصد ہے جس کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔''

(الفضل 4 رنومبر 1955ء)

1: تذکرہ صفحہ 65 ایڈیشن چہارم

2: طٰہٰ:29,28

3: تذکرہ صفحہ 312 ایڈیشن چہارم

4: تذکرہ صفحہ 653 ایڈیشن چہارم

5: الفضل 29 مارچ 1951ء صفحہ 3۔ الفضل 4 نومبر 1955ء صفحہ 4 (رؤیا کشوف سیدنا محمود صفحہ 472)

6: الصحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللّٰہ تعالیٰ یُرِیْدُوْنَ أنْ یُّبَدّ لُوْا کَلَامَ اللّٰہ

7: قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ۭ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ الزمر:54

8: بخاری کتاب الزکوٰۃ باب من اعطا ہ اللّٰہ شیئًا منْ غیر مسألۃٍ میں " اذا جاء ک من ھٰذا المال شَیءٌ و اَنت غیرُ مُشْرِفٍ ولا سائلٍ فَخُذْہُ' کے الفاظ ہیں۔

9: تذکرہ صفحہ 50 ایڈیشن چہارم